مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ختمِ نبوت

ہفت روزہ کراچی

سچائی کا مشعل جہاں بھی
دکھائی دے اس سے فائدہ
اٹھاؤ یہ نہ دیکھو کہ مشعل بردار کون ہے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

جلد ۲ ۳ تا ۹ شوال ۱۴۰۳ھ بمطابق ۱۶ تا ۲۲ جولائی ۱۹۸۳ء شمارہ ۸

خصائل نبوی برشمائل ترمذی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نشست کا ذکر

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری رحمہ اللہ

باب ما جاء فی تکأۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ حدثنا عباس بن محمد الدوری البغدادی حدثنا اسحٰق بن منصور عن اسرائیل عن سماک بن حرب عن جابر بن سمرۃ قال رأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم متکئا علی وسادۃ علی یسارہ

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تکیہ کا ذکر۔

فائدہ: مصنفؒ نے اس باب میں چار حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔

۱ : جابر بن سمرۃؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے دیکھا جو بائیں جانب رکھا ہوا تھا۔

فائدہ: تکیہ دائیں اور بائیں دونوں جانب میں جائز ہے۔ حدیث میں بائیں جانب کا لفظ کسی تخصیص کی وجہ سے نہیں اتفاقی امر ہے۔ لیکن قواعد محدثین کے لحاظ سے بائیں کا لفظ یہاں مشہور روایات میں نہیں ہے اس لیے امام ترمذیؒ نے باب کے ختم پر اس لفظ پر کلام کیا ہے۔

۲۔ حدثنا حمید بن مسعدۃ حدثنا بشر بن المفضل حدثنا الجریری عن عبد الرحمٰن بن ابی بکرۃ عن ابیہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الا احدثکم باکبر الکبائر قالوا بلٰی یا رسول اللّٰہ قال الاشراک باللّٰہ وعقوق الوالدین قال وجلس رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وکان متکئا قال وشہادۃ الزور او قول الزور قال فما زال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقولہا حتی قلنا لیتہ سکت۔

۲۔ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کیا تم لوگوں کو کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑے گناہ بتاؤں صحابہؓ نے عرض کیا کہ ضرور یا رسول اللہ ارشاد فرمائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ جل جلالہ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا اور والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹی گواہی دینا یا جھوٹی بات کرنا۔ راوی کو شک ہے کہ ان دونوں میں سے کونسی بات فرمائی تھی۔ اس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز پر ٹیک لگائے ہوئے تشریف فرما تھے۔ اور جھوٹ کا ذکر فرماتے وقت اہتمام کی وجہ سے بیٹھ گئے۔ اور بار بار فرماتے رہے حتیٰ کہ ہم لوگ یہ تمنا کرنے لگے کہ کاش اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سکوت فرمائیں بار بار ارشاد نہ فرمائیں۔

قرآن حکیم کی مقدس آیات اور احادیث نبوی آپ کی دینی معلومات میں اضافے اور تبلیغ کے سلسلہ شائع کی جاتی ہیں ان کا احترام آپ پر فرض ہے لہٰذا جن صفحات پر یہ آیات درج ہیں ان کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم

سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

مدیر مسئول

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت

مفتی احمد الرحمان

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر

مولانا بدیع الزمان

مولانا منظور احمد الحسینی

مینیجر

علی اصغر چشتی صابری، ایم۔اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

فی پرچہ ۔ ڈیڑھ روپیہ

بدل اشتراک

سالانہ	۶۰ روپیہ
ششماہی	۳۵ روپیہ
سہ ماہی	۲۰ روپیہ

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب	۲۱۰ روپیہ
کویت، ابوظہبی، شارجہ، دوبئی، اردن اور شام	۲۲۵ روپیہ
یورپ	۲۹۵ روپیہ
آسٹریلیا، امریکہ، کینیڈا	۲۴۰ روپیہ
افریقہ	۲۱ روپیہ
افغانستان، ہندوستان	۱۶۵ روپیہ

رابطہ دفتر

دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ پرانی نمائش کراچی نمبر ۳

ناشر :- عبدالرحمٰن یعقوب باوا

طابع :- کلیم الحسن نقوی انجمن پریس کراچی

مقام اشاعت :- ۲۰۸ سائرہ منزل ایم اے جناح روڈ کراچی

فون :- ۱۶۹۰۱

فہرست

(۳) خصائل نبوی ـــــ حضرت شیخ الحدیث

(۴) نزول عیسیٰ ـــــ لدھیانوی صاحب

(۵) ابتدائیہ ـــــ سعید احمد جلالپوری

(۶) مرزا قادیانی کی یہودیانہ تحریف۔

ـــــ مولانا تاج محمد صاحب۔

ہفت روزہ لاہور کی حیرت انگیز خیانت۔

ـــــ علامہ خالد محمود صاحب۔

چند لمحات ـــــ

ـــــ چشتی صابری۔

کھلا خط ـــــ

مرزا کے کفریہ ـــــ مولانا عبدالحق صاحب۔

مرزا کے کفریہ عقائد ـــــ

ـــــ چشتی صابری۔

ختم نبوت اور مرزائی ـــــ

ـــــ مولانا عبید اللہ مدظلہ۔

سانحۂ شکستہ ـــــ چشتی صابری۔

شعبۂ کتابت :- حافظ عبدالستار واثق کی
غلام زبیر نازش تبسم

مجلہ اسلامیہ کا بین الاقوامی ہفت روزہ ـــ ختم نبوت

رفع و نزولِ عیسٰی علیہ السلام

کے بارے میں تیرھویں صدی کے اکابرین امت کا عقیدہ

تحریر: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

سید احمد بن عابدین دمشقی کا عقیدہ

السید العلامہ احمد بن عبد الغنی بن عمر عابدین الدمشقی الحنفی (۱۳۲۰ھ) شرح مولد ابن حجر ہیتمی میں لکھتے ہیں:

وکان نزول عیسٰی علیہ السلام فی آخر الزمان حاکما بغیر شرعہ الذی کان علیہ فی زمان رسالتہ وحکمہ بالشرع محمدی المقرر الیوم دلیل علی انہ لا حکم لاحد الیوم من الانبیاء علیہم السلام مع وجود ما قررہ صلی اللہ علیہ وسلم فی شرعہ

اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کا آخری زمانہ میں نازل ہو کر اپنی شریعت پر نافذ نہ کرنا جس پر وہ اپنے دور رسالت میں عمل پیرا تھے بلکہ شرع محمدی (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) پر عمل کرنا جو آج مقرر ہے اس بات کی دلیل ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کا کوئی حکم آج باقی نہیں جب کہ وہ شریعت موجود ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمائی ہے۔

ص ۱۲۹

شیخ احمد سلاوی کا عقیدہ

الشیخ المحقق العلامہ احمد بن محمد بن ناصر السلاوی اپنے رسالہ "تعظیم الاتفاق فی آیۃ اخذ المیثاق" میں لکھتے ہیں:

ولھذا یاتی عیسٰی علیہ السلام فی آخر الزمان حاکما بشریعتہ وھو نبی کریم علی حالہ وھو واحد من ھذہ الامۃ ایضا بل صحابی لاتباعہ لشرع المصطفٰی ولاجتماعہ بہ فی لیلۃ الاسراء وھو حی

اور اسی بناء پر عیسٰی علیہ السلام آخری زمانے میں آکر آپ کی شریعت کے مطابق حکم کریں گے۔ اور وہ بدستور نبی کریم ہوں گے۔ اور وہ اس امت کے افراد میں سے ایک فرد بھی ہوں گے بلکہ وہ صحابی ہوں گے کیونکہ وہ شریعت مصطفویہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کی پیروی کریں گے اور اس لیے کہ انہوں نے بحالت حیات شب معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی ہے

(بحوالہ جواہر البحار النبہانی) ص ۱۳۸۶

نیز اسی میں آگے چل کر لکھتے ہیں:

لا شک ان عیسٰی حین نزولہ لا تسلب منہ نبوتہ ولا رسالتہ بل ینزل متصفا بھما کما کان فی الدنیا قبل

اس میں شک نہیں کہ عیسٰی علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو ان سے نبوت و رسالت سلب نہیں کر لی جائے گی، بلکہ وہ نازل ہوں گے تو ان دونوں کے ساتھ متصف ہوں گے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

بعدہ

اے کاش "فری میسن" کی طرح "قادیانیوں" کے املاک بھی ضبط کئے جاتے

ملک بھر میں "فری میسن تنظیم" کو خلاف قانون قرار دے دیا گیا، مارشل لاء ضابطہ نمبر ۵۶ کو فوری طور پر نافذ العمل تصور کیا جائے گا۔ اس سلسلہ میں مروجہ کوئی قانون، کسی عدالت کا کوئی فیصلہ، معاہدہ، اقرار نامہ، سمجھوتہ، دستاویز یا کوئی دیگر قانون یا قانونی دستاویز .... غیر موثر اور منسوخ سمجھی جائے گی..... اور مذکورہ انجمن کی تمام املاک چاہے وہ کسی شکل اور کسی صوبے میں ہوں بلا تامل بحق صوبائی حکومت ضبط کر لی جائیں گی۔ اور صوبائی حکومت ان املاک کو اپنی تحویل میں لینے کے لئے جسطرح کی طاقت مناسب سمجھے استعمال کر سکتی ہے..... اور انجمن کی املاک کا کوئی معاوضہ ادا نہیں کیا جائے گا۔ چاہے ان کی ضبطی سے کوئی فرد ہی کیوں نہ متاثر ہوتا ہو اور مذکورہ انجمن کی جانب سے دائر شدہ کوئی دعویٰ درخواست یا کسی عدالت میں زیر سماعت مقدمہ ضابطہ ۵۶ کے نافذ العمل ہونے کے ساتھ داخل دفتر تصور کیا جائے گا۔

(نوائے وقت ۱۷ جون ۱۹۸۳ء)

حکومت پاکستان کے اس بروقت اقدام پر (جو وقت کا اہم ترین تقاضا تھا) کوئی مسلمان داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ لادینی عناصر، اور اسلام دشمن تنظیمیں اسلام اور ملک دشمنی میں نہایت تیزی سے سرگرم عمل ہیں۔ لیکن خاص کر یہودیت، تو ابتداء سے آجتک اسلام کے متصادم چلی آ رہی ہے۔ اور تعلیمات نبوی کی رو سے بھی اسلام کو جتنا اس سے گزند پہنچ سکتی ہے شاید ہی کسی دوسری کافر قوم سے اتنا اندیشہ ہو۔ چنانچہ اس کی تائید حال ہی میں، قرآن کریم کے خلاف ہونیوالی صیہونی اور اسرائیل اس یلغار سے ہوتی ہے کہ اسرائیل نے مسلمانوں کے جذبات سے کھیلتے ہوئے قرآن مقدس کی تحریف کی ناپاک جسارت کی ہے۔ یہ اور اس قسم کے دوسرے کئی واقعات یہودیوں کی اسلام دشمنی کی نقاب کشائی کرتے ہیں۔ جب کہ "فری میسن" بھی یہودیوں کی ایک تنظیم ہے جو مملکت خدا داد پاکستان میں اسلام اور ملک دشمنی جیسے گھناؤنے جرم میں ملوث تھی۔ ہم حکومت پاکستان کے اس جرأتمندانہ اقدام پر اسے نہایت صمیم قلب سے مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ مگر اس کے ساتھ یہ گزارش بھی کریں گے۔ کہ جہاں حکومت نے "فری میسن" تحریک پر پابندی لگا کر ان کے تمام املاک کو کسی معاوضہ دیئے بغیر ضبط کر لیا ہے۔ وہاں اسے مرزا غلام احمد علیہ ما علیہ کی ملعون امت اور اس کے پیرو کاروں کے ساتھ بھی یہی سلوک کرنا چاہیئے کیونکہ

بنیادی طور پر اسلام اور ملک دشمنی میں یہ (ملعون امت) یہودیوں سے کسی طرح کم نہیں۔ بلکہ اگر بنظر غائر دیکھا جائے۔ تو یہ یہودیوں سے کہیں زیادہ ضرر رساں ہیں۔ کیونکہ یہ نہ صرف یہودیوں کے حلیف ہیں۔ بلکہ اس (ملعون امت) کا ہر فرد۔ یہودیت کا جاسوس ہے۔ لیکن انتہائی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ حکومت پاکستان کی جانب سے ان کی نہ صرف حوصلہ افزائی کی جاتی ہے بلکہ ماضی قریب کے چند سالوں میں ہونے والے واقعات سے بجا طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ حکومت کی طرف سے ان کی سرپرستی کی جا رہی ہے۔ چنانچہ گزشتہ دنوں گوجرانوالہ میں جب علماء کے ایک وفد نے جناب صدر کی توجہ مرزائیوں کی چیرہ دستیوں اور بربریت کی طرف مبذول کرائی تو انہوں نے علماء کو اعتماد میں لینے کے بجائے ان کے جذبات کو مجروح کرتے ہوئے جواب دیا کہ "میں مرزائیوں کو سمندر میں پھینک دوں؟" ــــــــــ یہ ایک ایسا جواب ہے جو مسلمانوں سے بیزاری اور قادیانیت کے معاملہ میں بے بسی اور جھنجلاہٹ کی عکاسی کرتا ہے۔

ہم جناب صدر سے اتنی گزارش کریں گے کہ وہ اتنا بڑا اقدام کرنے کے بجائے اس ملعون امت کو اس کی ثابت شدہ ملک و ملت دشمنی کی پاداش میں "فری میسن تحریک" کی مانند غیر قانونی قرار دینے کے ساتھ ان کے تمام سرمائے کو (جو مسلمانوں کے خلاف استعمال ہوتا ہے۔) بلا کسی معاوضہ دیئے ضبط کرکے حکومت اپنی تحویل میں لے لے اور ان کے ساتھ وہ تمام سلوک روا رکھے جائیں۔ جس کی ایک اسلام اور ملک دشمن تنظیم مستحق ہے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا اور یہ میہوتی آلۂ کار حسب سابق واگزار رہے تو بہت ممکن ہے کہ ان کے آہنی اور نوکیلے پنجے آنجناب کی ردائے اقتدار تک پہنچ جاویں۔

وعلینا الا البلاغ

سعید الرحمن علوی

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

مرزا قادیانی کی یہودیانہ تحریف

تاج محمد مدرس قاسم العلوم فقیروالی

مرزا غلام احمد قادیانی کتاب "تحفہ بغداد" کے صفحہ ۲۳ پر نزول عیسیٰ علیہ السلام مِنَ السَّمَاءِ پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"وَالعَجَبُ اَنَّ لَفْظَ النُّزُوْلِ مِنَ السَّمَاءِ لَا يُوْجَدُ فِي الْحَدِيْثِ" اور تعجب یہ ہے کہ نزول من السماء کا لفظ حدیث میں پایا ہی نہیں جاتا۔

نیز اپنی کتاب "حمامۃ البشریٰ" کے صفحہ ۱۸ پر لکھتے ہیں:

"وَالعَجَبُ مِنَ الْقَوْمِ اِنَّهُمْ يَفْهَمُوْنَهُ مِنْ نُزُوْلِ عِيْسٰى نُزُوْلَهُ مِنَ السَّمَاءِ وَيَزِيْدُوْنَ لَفْظَ السَّمَاءِ مِنْ عِنْدِهِمْ وَلَا تَجِدُ اَثَرًا مِنْهُ فِي حَدِيْثٍ" قوم پر تعجب ہے کہ وہ نزول عیسیٰ سے نزول من السماء سمجھتے ہیں اور لفظ سماء (آسمان) کو اپنی طرف سے ذکر کرتے ہیں۔ حالانکہ اس کا نشان کسی حدیث میں نہیں ملتا۔"

پھر اسی کتاب "حمامۃ البشریٰ" کے صفحہ ۸۹ پر ایک اور حدیث نقل کی ہے۔ جس کو اپنے دعویٰ کی دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث آپ کے نزدیک قابل سند ہے۔ مرزا صاحب نے یہ حدیث ان الفاظ میں نقل کی ہے۔

"فی حدیث ابن عباس قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول ینزل اخی عیسیٰ ابن مریم علی جبل افیق اماما ھادیا حکما عدلا"

مرزا صاحب نے یہ حدیث نقل کرنے میں خیانت کی ہے۔ نبی خائن نہیں ہوتا۔ حدیث میں (ضرب کے نشانات × × کی جگہ) مِنَ السَّمَاءِ کے الفاظ تھے۔ جن کو مرزا صاحب نے حدیث نقل کرتے ہوئے حذف کر دیا۔ یہ اسی قسم کی یہودیانہ تحریف ہے۔ جس کا ذکر قرآن پاک میں آیا ہے۔ یحرفون الکلم عن مواضعہ۔

ہم اس حدیث کو اصل کتاب سے پورے لفظوں میں نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۶۸ اور مختصر کنز العمال پر حاشیہ مسند احمد مطبوعہ مصر کے صفحہ ۲۵۶ پر یوں درج ہے۔

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فَعِنْدَ ذَالِكَ يَنْزِلُ اَخِيْ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ مِنَ السَّمَاءِ عَلٰى جَبَلِ افيق اِمَامًا هَادِيًا حَكَمًا عَدْلًا

یعنی ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بھائی عیسیٰ ابن مریم جبل افیق پر آسمان سے اتریں گے۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ مرزا صاحب نے اپنی کتاب "حمامۃ البشریٰ" کے صفحہ ۱۸ پر مسلمانوں کو مطعون کیا ہے کہ وہ اپنے پاس سے لفظ "سماء" (آسمان) بڑھاتے ہیں۔ مگر چونکہ حدیث میں یہ لفظ موجود ہے۔ اور اسی حدیث کو مرزا صاحب اپنے ایک دعویٰ کے ثبوت میں دو جگہ "حمامۃ البشریٰ"

کے ص ۸۸-۸۹ پر نقل کرتے ہیں۔ مگر اصل الفاظ حلال طیب سمجھ کر کھا جاتے ہیں"۔

قادیانی جماعت کے علماء جو اصول حدیث سے واقف ہیں۔ بحکم خداوندی کُونُوْا قَوَّامِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلّٰهِ کہ خدا لگتی منصفانہ گواہی دیا کرو کے متعلق ہمیں بتائیں کہ ہم ایسے راوی کے حق میں کیا اعتقاد رکھیں۔ جو اپنی غرض کے تحت حدیث کے الفاظ کو کھا جائے؟ اور اس کے اتباع (جو اس کے اس فعل کی تائید کریں) کے حق میں ہم کیا رائے ظاہر کریں؟

یہ بات لطیفہ نہیں تو اور کیا ہے کہ ایک طرف تو مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ "قوم پر تعجب ہے کہ نزول عیسیٰ سے آسمان سے نزول سمجھتے ہیں۔ اور لفظ آسمان کو اپنی طرف سے زائد کرتے ہیں۔ حالانکہ اس کا نشان کسی حدیث میں پایا ہی نہیں جاتا"

دوسری طرف مرزا صاحب "ازالہ اوہام" طبع اوّل ص ۸۱ پر اور سلسلہ تصنیفات احمدیہ کے صفحہ ۹۲ پر تحریر کرتے ہیں۔

(۱) "صحیح مسلم کی حدیث میں یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں گے تو اُن کا لباس زرد رنگ کا ہو گا"

(۲) اخبار بدر قادیان، جون ۱۹۰۶ء صفحہ پر درج ہے "دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی تھی جو اس طرح وقوع میں آئی۔ کہ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو اس نے دو زرد چادریں پہنی ہوں گی"

"براہین احمدیہ ہر چہار حصص کے صفحہ ۴۲۸ پر لکھتے ہیں کہ "حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص ہی چھوڑ کر آسمانوں پر جا بیٹھے"

ایک طرف تو مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ کسی حدیث میں آسمان کا لفظ پایا ہی نہیں جاتا۔ دوسری طرف خود ہی مسلم شریف کا حوالہ دے کر حدیث سے ثابت کرتے ہیں کہ حدیث میں

باقی صفحہ ۲۳ پر

آج کے دور میں
ہر گھر کی ضرورت
چینی کے برتن
ہم
نفیس، خوبصورت اور خوشنما ڈیزائن چینی (پورسلین) کے اعلیٰ قسم کے برتن بناتے ہیں
استعمال میں اعلیٰ ۔ چلنے میں دیرپا
ایک بار آزمائیے
دادا بھائی سرامک اینڈ سٹونز لمیٹڈ ۲۵/ بی سائٹ کراچی فون ۲۹۱۴۳۹
S-I-T-E

مرزائیوں کے روزنامہ الفضل ربوہ اور ہفت روزہ لاہور کی حیرت انگیز

خیانت

حضرت مولانا تھانویؒ کی کتاب احکام اسلام عقل کی نظر میں

ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب (مانچسٹر)

روزنامہ الفضل ربوہ کی ۵ مئی اور ۶ مئی کی اشاعت میں اور ہفت روزہ لاہور کی ۲۱ مئی ۱۹۸۳ء کی اشاعت میں دوست محمد صاحب شاہد کا ایک مضمون شائع ہوا ہے، جس میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اپنی اس کتاب میں مرزا غلام احمد کی کتابوں سے بھرپور خوشہ چینی کی ہے۔ اور کشتی نوح، نسیم دعوت، اسلامی اصول کی فلاسفی، آریا دھرم اور برکات الدعا وغیرہ سے مختلف مضامین لئے ہیں اور یہ بھی کہا ہے:

"کہیں بھول کر بھی ان کے متعلق ساری کتاب میں ذکر نہیں فرمایا کہ یہ کسی مصنف کی کسی تصنیف سے لئے گئے ہیں"

ہم نے اس مضمون کو بار بار پڑھا اور یہ دیکھنے کی کوشش کی کہ قادیانی مضمون نگار نے اپنے اس دعویٰ پر کہ حضرت تھانویؒ نے یہ مضامین مرزا غلام احمد کی کتابوں سے ہی لئے ہیں کہیں کوئی دلیل بھی پیش کی ہے؟

ہمیں پورے تجسس اور جستجو کے باوجود شاہد صاحب کے اس مضمون میں کوئی حوالہ نہیں ملا جس سے یہ ثابت ہوا ہو کہ حضرت مولانا تھانویؒ نے یہ مضامین خود مرزا صاحب کی کتابوں سے ہی لئے ہیں۔

رہی یہ بات کہ جب ان کتابوں کے اقتباسات حضرت مولانا تھانویؒ کی کتاب میں موجود ہیں تو انہوں نے انہیں لازماً مرزا صاحب کی کتابوں سے ہی لیا ہوگا ایک گمان ہی گمان ہے جس پر دوست محمد صاحب اپنی طویل بحث میں کوئی دلیل پیش نہیں کر سکے کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ کسی اور مصنف نے مرزا صاحب کی ان کتابوں سے یہ اقتباسات بغیر حوالہ دیئے ہوں اور احکام اسلام کے موافق عقلی ہونے پر اپنے خیالات سے اور مرزا صاحب کے اقتباسات سے ایک نئی کتاب مرتب کر دی ہو اور پھر حضرت تھانویؒ نے اس کتاب سے یہ مضامین اپنی اس تالیف میں لے لئے ہوں؟ اور چونکہ انہیں محض مصالح عقلیہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے اس لئے اس میں یہ بھی قید نہ رہی ہو کہ وہ باتیں کسی مسلمان کی ہی ہوں۔ عقلی مباحث میں کسی غیر مسلم کی بات بھی لائق پذیرائی ہو سکتی ہے۔ یہ کوئی شریعت کی نقل نہیں کہ وسائط اسلامی ہی ہوں یہ عقلی مصلحت کا بیان ہے جس میں کافر کی بات لینے میں کوئی حرج نہیں۔

اس احتمال کے ہوتے ہوئے دوست محمد شاہد کا دعویٰ کہ مولانا تھانویؒ نے یہ مضامین مرزا صاحب کی کتابوں سے ہی لئے ہوں گے یہ دعویٰ ہی دعویٰ ہے جو بالکل بے وزن ہے۔ انہیں اپنے اس دعوے پر دلیل پیش کرنی چاہیئے تھی اور اس احتمال کو جو ہم نے ذکر کیا اس کا جائز حق دینا چاہیئے تھا۔ کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے اس میں شرعی اور اخلاقی طور پر کوئی مانع نہ تھا جب اس احتمال کی گنجائش ہے تو دوست محمد صاحب کا مذکورہ مضمون کیا از خود پادر ہوا نہیں ہو جاتا۔ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال

ہم چیلنج دیتے ہیں کہ موصوف اس پر کوئی دلیل پیش کرے کہ حضرت مولانا تھانویؒ نے یہ اقتباسات خود مرزا صاحب کی ہی کتابوں سے اخذ کئے ہیں اور یہ کہ انہیں علم تھا کہ یہ

مضامین مرزا غلام احمد کے یہاں محض اندازے سے بات کرنا اہل علم کے طریق کے خلاف ہے۔

دوست محمد شاہد کا ہم نے یہ مضمون ہفت روزہ لاہور میں پڑھا اور دیکھتے ہی یہ احتمال دل میں کھٹکا پھر ہم نے حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی کتاب احکام اسلام عقل کی نظر میں لے کر اسے دیکھا تو جو احتمال دل میں کھٹکا تھا اسے اس کے مقدمہ میں موجود پایا اور ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ اسے ذکر کئے بغیر دوست محمد نے کس دیدہ دلیری اور منہ زوری سے دعویٰ کیا ہے کہ ساری کتاب میں یہ ذکر نہیں کیا "کہ یہ کسی مصنف کی کسی تصنیف سے لئے گئے ہیں" مولانا تھانویؒ کی اصل کتاب دیکھئے مولانا اس کے مقدمے میں لکھتے ہیں۔

چنانچہ اس وقت بھی ایک ایسی ہی کتاب جس کو کسی صاحب قلم نے لکھا ہے مگر علم وعمل کی کمی کے سبب تمام تر رطب ویابس وغث وسمین سے پُر ہے۔ ایک دوست کی بھیجی ہوئی میرے پاس دیکھنے کی غرض سے آئی ہوئی رکھی ہے۔ اس کو دیکھ کر یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسی کتابوں کا دیکھنا تو عامہ کو مضر ہے مگر عام مذاق کے بدل جانے کے سبب بدون اس کے کہ اس کا دوسرا بدل لوگوں کو بتلایا جاوے اس کے مطالعہ سے روکنا خارج عن القدرۃ ہے اس لئے اس کی ضرورت محسوس ہوئی کہ ایک ایسا مستقل ذخیرہ ان مضامین کا جو ان مفاسد سے مبرا ہو ایسے لوگوں کے لئے مہیا کیا جاوے تاکہ اگر کسی کو ایسا شوق ہو تو وہ اس کو دیکھ لیا کریں" صفحہ ۱۴

"احقر نے نہایت بے تعصبی سے اسمیں بہت سے مضامین کتاب مذکورہ بالا سے بھی جو کہ موصوف بصحت تھے لیے ہیں۔ اور اس میں احکام مشہورہ کی کچھ کچھ وہی مصلحتیں مذکور ہوں گی جو اصول شرعیہ سے بعید نہ ہوں اور افہام عامہ کے قریب ہوں مگر یہ مصلحتیں نہ سب منصوص ہیں نہ سب مدار احکام ہیں اور نہ ان میں انحصار ہے محض ایک نمونہ ہے اس بحث میں ہمارے زمانہ سے کسی قدر پہلے زمانہ میں حضرت مولانا شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ لکھ چکے ہیں" صفحہ ۱۵

پھر حضرت تھانویؒ نے حاشیہ میں یہ بھی لکھا ہے۔

"اور بہت زیادہ ان مضامین کا حجۃ اللہ البالغہ سے ماخوذ تھا جیسا کہ بعد افغذ کے حجۃ اللہ البالغہ کے دیکھنے سے معلوم ہوا۔ اور بعض جگہ ہمارے اکابر سے۔ وللہ الحمد علی ان اخذنا لم یکن من غیر الماخذ صفحہ ۱۵۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم نے جو لیا تو اپنے ہی ماخذ سے لیا)

اس میں حضرت تھانویؒ نے اس پر تنبیہ کر دیا ہے کہ اس کتاب کے مؤلف نے مصالح عقلیہ کے بہت سے مضامین ہمارے بزرگوں کی کتابوں سے ہی ہمارے لئے ہیں۔ اگر اس مؤلف نے یہ نہیں بتایا کہ اس نے کیا کیا اور کونسی باتیں ہماری کتابوں سے لی ہیں اور انہیں اپنی طرف سے بیان کر دیا ہے۔ تو حضرت تھانویؒ نے اس پر حوالہ نہ دینے اور ماخذ ذکر نہ کرنیکا کوئی الزام نہیں لگایا۔

لیکن ہم یہ ذکر کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اس مؤلف نے اس کتاب میں اور مرزا صاحب نے اپنی مذکورہ کتابوں میں جو مصالح عقلیہ ذکر کئے ہیں وہ کسی نہ کسی شکل میں ہمارے اسلاف کی کتابوں میں موجود ہیں ان لوگوں نے ان کے ماخذ کی نشاندہی کے بغیر انہیں اپنی کتابوں میں لے لیا ہے تو اب آئندہ نقل کرنے والا اگر ان باتوں کو اس تصریح کے ساتھ کہ اس نے یہ مضامین کسی اور کتاب سے لئے ہیں مؤلف کا نام ذکر کئے بغیر ذکر کر دے تو اس میں کونسا جرم ہے؟ خصوصاً جب کہ یہ بھی صراحت کر دے کہ اس مؤلف کے ماخذ بھی ہمارے ہی بزرگ تھے۔

حضرت تھانویؒ چاہتے تو اس مؤلف پر سرقہ کا الزام بھی لگا سکتے تھے۔ لیکن اونچے درجہ کے بزرگ الضمانتوں میں پڑنا مناسب نہیں سمجھتے۔ اگر وہ ایسا کرتے تو پھر بہت ممکن ہے کہ یہ بات بھی نکلتی کہ مرزا غلام احمد نے احکام اسلام کے مصالح عقلیہ اصولاً جن کتابوں سے لے ہیں آپ نے ان کتابوں کا حوالہ کیوں نہیں دیا۔ آخر کیوں؟ کیا یہ سب باتیں مرزا غلام احمد کی اپنی طبع زاد ہیں یا اس نے بھی ہمارے اکابر سے ہی لی ہیں۔ مرزا غلام احمد نے شاید اس لئے اپنے ماخذ کا حوالہ نہ دیا ہو کہ کوئی شخص یہ نہ کہہ سکے کہ دیکھو یہ مدعی نبوت کس طرح حضور خاتم النبیینؐ کے امتیوں سے خوشہ چینی کر رہا ہے۔ پھر دوست محمد صاحب کو

باقی صفحہ ۲۲ پر

تنہائی کے چند لمحات والد مرحوم کے ساتھ

علی اصغر چشتی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الحمد للہ وکفٰی والصلوٰۃ والسلام
علٰی من لا نبی بعدہٗ۔

سنا تھا کہ مصائب جب آتے ہیں تو ایک ساتھ ہو کر آتے ہیں۔ پہلے تو یہ بات صرف سننے کی حد تک تھی۔ ہم نے اگرچہ اسے کئی بار استعمال بھی کیا لیکن ایک "مقولہ" سمجھ کر..... اس عالم رنگ و بو میں آنے کے بعد کئی مرتبہ ایسے واقعات پیش آئے۔ جنہوں نے اس دل بے اختیار کو جھنجوڑا۔ چشم اشکبار کو نچوڑا۔ داغہائے غم و الم کو سینہ سے جوڑا، پر ایک عرصہ کے بعد دل کو قرار آیا، آنکھیں نمدار ہوئیں۔ غم و الم کے داغ مٹتے چلے گئے۔ اور یوں محسوس ہونے لگا۔ کہ مصائب کے داغ "انمٹ" نہیں ہوتے بالآخر مٹ جاتے ہیں۔ انسان کے اندر جہاں رقت اور نرمی کا مادہ ہے۔ وہاں سختی اور درشتی بھی موجود ہے...... اس لئے ہم یہ نہیں جانتے تھے۔ کہ بعض غم ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جن کے اثرات انسان کے رگ و ریشہ میں اس انداز سے سرایت کر جاتے ہیں کہ پھر ہر طرف داغ ہی داغ نظر آتے ہیں۔ کیا خوب کہا ہے میرے ہمخیال دوست نے۔

؎ داغ ہی داغ نظر آتے ہیں۔
کس طرح قلب و جگر دیکھوں میں۔

یکم رجب المرجب کی رات کتنی مہیب رات تھی۔ کتنی لمبی رات تھی۔ آنکھیں بند کر کے لیٹ جاتا ہوں نیند نہیں آتی۔ اُٹھ کر بیٹھ جاتا ہوں۔ سکون نہیں ملتا۔ کتاب اٹھا کر مطالعہ کرتا ہوں ذہن ساتھ نہیں دیتا۔ رات کا سناٹا ہے۔ پورے کا پورا عالم محو خواب ہے۔ اس خاموشی اور تنہائی کے عالم میں میری آنکھیں اُس ذات کی طرف اُٹھتی ہیں۔ جو ہر بیقرار دل کا سہارا اور ہر پریشان کا والی و مولا ہے۔ چنانچہ کچھ دیر تک اس کا نام لینے کے بعد جب میں مطمئن ہوا۔ تو آنکھیں بند ہو گئیں۔ اسی اثناء میں اپنے چھوٹے عزیز پرویز اختر سلمہ، کو دیکھا کہ مجھے چیخ چیخ کر پکار رہا ہے۔ میں جھٹ سے اٹھا۔ دیکھا تو مسجد کے محراب ہی میں بیٹھا ہوں۔ تشویش کافی بڑھ گئی۔ دل کا قرار جاتا رہا۔ بہر حال صبح صادق طلوع ہو چکی تھی۔ مؤذن حضرات اذان دینے کی تیاریوں میں تھے۔ اور اب میرے لئے وہ سناٹا باقی نہیں رہا تھا۔ جو اس رات کے گذرے ہوئے لمحات میں مجھے محسوس ہو رہا تھا.......

میرے لئے یہ کتنا مضطرب اور بے قرار دن تھا۔ اس کا اندازہ صرف اس بات سے بآسانی لگایا جا سکتا ہے۔ کہ صبح سے لے کر ظہر تک چھ سات مرتبہ مختلف احباب کے پاس گیا۔ پر ملاقات کسی سے نہ کی۔ ظہر کی نماز کے بعد جب میں اپنی نشست پہ بیٹھا۔ تو مجھے ایک لمبا سا لفافہ ملا کھول کر دیکھا تو والد صاحب (نور اللہ مرقدہٗ) کی تحریر تھی۔

"میں کئی دنوں سے آپ کا منتظر ہوں۔ آپ کا امتحان تو اب ختم ہو چکا ہوگا۔ اب آپ کے آنے میں کوئی بڑی رکاوٹ نہیں ہو گی۔ مجھے آپ کی بڑی شدت سے انتظار ہے۔ آپ کو میرا خط کھڑے ہونے کی حالت میں ملے تو بیٹھنے کا ارادہ نہ کریں۔ اگر بیٹھے ہوں تو کھڑے ہو کر آ جائیں۔ میں آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔ مزید کوئی ایسی بات نہیں....."

یہ خط انہوں نے بندہ ناچیز کی طرف ۷/ اپریل کو لکھا تھا۔ جو محکمہ ڈاک کی سست روی کی نذر ہو کر مورخہ ۱۶/ اپریل کو مجھے موصول ہوا۔ خط پڑھتے ہی میں نے دل کا اندازہ لگایا۔ تو معاملہ تجاوز کر چکا تھا۔ بہرحال ضروری انتظامات کر کے ۱۷/ اپریل کو میں نے سفر شروع کیا۔ سفر تو اس سے پہلے بھی کئی بار کر چکا ہوں۔ لیکن ایسا سفر جس میں قلق و اضطراب درجہ بدرجہ بڑھتا رہے۔ زندگی میں پہلی بار ہو رہا تھا۔ پورا سفر ایسے ہی رہا۔ ۱۸/ اپریل کو رات کے ساڑھے گیارہ بجے گھر پہنچا۔ دروازے ہی پر "ابا" "ابا" کی آواز حسب معمول منہ سے نکلی۔ لیکن ابا جان کی طرف سے "اب جی ابا" کے الفاظ میرے کانوں میں آنے والے نہیں تھے۔ اور نہیں آئے......... وہ اسی دن اپنے اس عارضی گھر کو چھوڑ چکے تھے اور اپنے دائمی گھر میں تارك الدنيا و ما فيها ہو کر خدا وند قدوس ہی کی ذات سے لو لگائے ہوئے آرام فرما رہے تھے۔ اُن کا وہ حسین و جمیل چہرہ اب ہمیں نظر آنے والا نہیں تھا۔ اور نہیں آیا۔ وہ پیاری پیاری گفتگو، متانت اور سنجیدگی سے بھرپور ادائیں وہ دل خوش کن الفاظ مزید ہماری قسمت میں رہنے والے نہیں تھے اور نہ رہے...... اللہ تعالیٰ اُن سے راضی رہے۔ زندگی بھر وہ ہمیں یہی تلقین کرتے رہے کہ صرف رضائے الٰہی کے حصول کے لئے زندہ رہو۔ اس ذات کی عبادت کرو تو اسی مقصد کے حصول کے لئے دعا مانگو تو اسی مقصد کے لئے۔ اسی پر ان کا عمل رہا۔ اور اسی پر ان کا خاتمہ ہوا۔ (اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ)

اللہ تعالیٰ کے کتنے ایسے مقبول بندے ہیں۔ جنہیں اس دنیا کی ظاہر بین نگاہیں کچھ سمجھتی ہیں۔ اور وہ حقیقت میں کچھ ہوتے ہیں۔ ان کی زندگی دنیا والوں کے لئے نمونہ ہوتی ہے۔ ان کا وجود ان کے لئے باعث رحمت و برکت ہوتی ہے۔ لیکن اہل دنیا ان کی قدر نہیں کرتے اس لئے کہ ان کا مقام، ان کی حیثیت اور اہمیت سے بے علم ہوتے ہیں۔ لیکن آخر میں جب ان کی افادیت اور اہمیت منظر عام پر آ جاتی ہے۔ تو اس وقت وہ اپنا رخت سفر باندھ لیتے ہیں۔ اب دنیا والے روتے ہیں۔ لیکن ان کا یہ رونا بے سود ہوتا ہے۔ گریبان چاک کرتے ہیں فائدہ کچھ نہیں ہوتا۔ ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جاتی ہیں وہ آنکھیں بند کر کے رخصت ہو جاتے ہیں۔ والد صاحب مرحوم کی زندگی کچھ ایسی ہی تھی۔ ان کی زندگی اور اس کے خصوصیات کا احاطہ مجھ ناچیز سے تو اس مختصر سے مضمون میں ہونا ناممکن ہے۔ بہرحال ان کی زندگی میں جو عنصر سب سے نمایاں رہا۔ وہ پیار اور محبت تھی۔ جو شروع سے لیکر آخر تک اپنوں اور بیگانوں کیلئے یکساں کار فرما رہی۔ مجھ سے پہلے جو کچھ ہوتا رہا۔ اس کے متعلق تو میں کچھ کہہ نہیں سکتا۔ البتہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا اور ان کے ساتھ رہا۔ میری موجودگی میں انہوں نے کبھی بھی کسی شاگرد کی پٹائی نہیں کی۔ حالانکہ طلبہ سب کے سب ذہین نہیں ہوتے۔ ان میں غبی بھی ہوتے ہیں اور غافل بھی ہوتے ہیں۔ صبح کی نماز کے بعد جب وہ پڑھانے بیٹھتے۔ تو سب سے پہلے ہم ان کے پاس سبق لینے کے لئے پہنچتے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ کہ دیگر طلبہ کے ساتھ ہم دونوں بھائیوں کا پہلے پہنچنے میں مقابلہ ہوتا۔ بوڑھے بوڑھے شاگرد بھی ان کے اردگرد حلقہ جمائے ہوئے بیٹھتے تھے۔ طالب علم بار بار پوچھتے آپ تسلی کے ساتھ جواب دیتے۔ ۱۹۶۲ء کو جب میں بھی ان کے پاس بیٹھ کر قرآن پاک اور ابتدائی کتابیں پڑھانے لگا۔ تو اکثر طلبہ کے ساتھ نرمی اور ان کی حوصلہ افزائی کرنے کی تلقین فرماتے تھے

جس نے بھی اُن کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ اللہ جل شانہٗ نے کمال کامیابی سے نوازا۔ یہ دراصل اُن کے خلوص کا نتیجہ ہے۔ کہ اب بھی اُن سے فیض یافتہ طلبہ اور

متعلقین کی ایک کثیر تعداد ملک و بیرون ملک دین کی خدمت انجام دینے میں مصروف ہے۔ اس کا اندازہ ہمیں آپ کے انتقال کے بعد انڈیا، سعودی عرب اور ملک کے دیگر اطراف و جوانب سے آئے ہوئے تعزیت ناموں سے ہوا۔ اللہ جل شانہٗ اس سلسلے کو تا قیامت جاری و ساری رکھے۔

سلسلہ چشتیہ کے ساتھ آپ کا جو گہرا تعلق تھا۔ وہ آخرکار سب پر عیاں ہو گیا۔ دنیائے فانی کو خیرباد کہنے سے پہلے اُسی روز جب جمعہ کی نماز پڑھ کر گھر تشریف لائے۔ تو چائے نوش فرمانے کے بعد مصلّٰی پر حسبِ معمول بیٹھ گئے۔ تسبیح ہاتھ میں تھی۔ وظیفہ کرتے کرتے عصر کا وقت آیا۔ عصر کی نماز پڑھ کر پھر شروع ہوئے۔ حتیٰ کہ مغرب کی آذان ہو گئی۔ بارش بڑے زوروں پر تھی۔ اس لئے مسجد تک جانا ان کے لئے مشکل تھا۔ نماز پڑھ کر مراقب ہوئے تناول نہیں فرمایا۔ جب عشاء کا وقت آیا۔ تو اُسی مصلّٰی پر نماز ادا فرمائی۔ پھر کہنے لگے۔ ٹیپ ریکارڈ لے آؤ۔ عزیزم پرویز اختر سلمہٗ کئی دنوں سے یہ خواہش کر رہے تھے۔ کہ آپ سے شجرہ مبارکہ ٹیپ ریکارڈ میں پڑھوائے۔ اور اس مقصد کے لئے وہ ایک خالی کیسٹ بھی لا چکے تھے۔ چنانچہ ٹیپ ریکارڈ رکھے جانے کے بعد آپ نے درود شریف کا ورد فرمایا۔ پھر خاندانِ چشتیہ کا شجرہ جو ایک سو بیس اشعار پر مشتمل ہے۔ پورے کا پورا پڑھ لیا۔ ابتدا میں آواز بڑی پیاری، لہجہ بہت صاف اور بڑی ترتیب پائی جاتی ہے۔ آخری لمحات تھے۔ وقت بہت کم تھا۔ کہنا بہت کچھ چاہتے تھے۔ اس لئے آخری حصّہ میں بڑی سرعت معلوم ہوتی ہے۔ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں نذرانۂ عقیدت پیش کرتے ہوئے جو اشعار پڑھتے ہیں۔ اُن میں سے ہر ایک شعر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذاتِ گرامی کو مخاطب کر کے اپنے اخروی مدارج و مراحل کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ سب کچھ کرنے کے بعد پیچھے تکیہ لگایا۔ آنکھیں بند کیں۔ ہونٹ بند ہوئے۔ گھر کے سارے افراد نماز پڑھنے میں مصروف تھے۔ نماز کے بعد دیکھا گیا۔ تو آپ کی حالت غیر ہو چکی تھی۔ اب پوچھنے والوں نے بہت کچھ پوچھا۔ مگر جواب کسی کو نہیں ملا۔ دنیائے فانی سے آپ کی توجہ بالکل ہٹ چکی تھی۔ دل یاد الٰہی میں مصروف تھا۔ اور باقاعدہ دھڑک رہا تھا۔ ڈاکٹر وفات کی تصدیق کرنے میں متردّد تھے۔ حالانکہ آپ وفات پا چکے تھے۔ یادِ الٰہی میں ان کا دل دھڑکتا رہا اور دھڑکتا رہے گا۔ موت اس دھڑکن کو مٹا نہ سکی۔ اور نہ مٹا سکتی ہے۔ بقول حافظ شیرازیؒ

؎ ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است برجریدۂ عالم دوام ما۔

فارسی پڑھانے میں آپ کو خداداد ملکہ حاصل تھا۔ کریمائے سعدیؒ سے لے کر مثنوی مولانا رومؒ تک آپ کو نصابی کتب کا اکثر حصّہ ازبر تھا۔ شیخ سعدی شیرازیؒ کی گلستان و بوستان کی حکایتیں آپ اکثر پند و نصائح میں بیان فرماتے۔ تحفۂ نصائح بہت پسند کرتے۔ مولانا جامیؒ سے بڑے متاثر تھے۔ کبھی کبھی تنہائی میں مولانا نظامی کے وہ اشعار جو سکندر نامہ کے شروع میں حمد کی جگہ درج ہیں۔ گنگناتے تھے۔ خاص کر مندرجہ ذیل شعر پڑھتے۔ تو بار بار پڑھتے۔ یہاں تک کہ اشکبار ہو جاتے۔

؎ اگر پائے پیل است و گر پر مور
بہ ہر یک تو دادی ضعیفی و زور

دیوان حافظ شیرازیؒ کے اشعار پڑھتے پھر تشریح فرماتے تو معلوم ہوتا کہ پورے دیوان کا جوش اپنے سینہ میں سمائے ہوئے ہیں۔ اسی طرح مولانا رومؒ کے اشعار کے جب معارف بیان کرتے۔ تو ہر پہلو کی وضاحت ہو جاتی۔

معمولات میں ذکر "کو اوّلیت حاصل تھی۔ اپنے مرشد حضرت خواجہ عزیز الرحمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں ان کے ساتھ مل کر ذکر با الجہر فرماتے۔ آپ کی آواز چونکہ دل سے نکلتی تھی۔ اس لئے اتنی رقت آمیز اور جاذب ہوتی۔ کہ سننے والے خود بخود آپ کی طرف اٹھ آتے۔ قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تو بھی یہی حال ہوتا۔

باقی صفحہ ۲۲ پر

ٹیلیکس
۲۷۱۹

تار کا پتہ
شاہین کراچی

پاک شاہین کنٹینر سروس لمیٹڈ

الحمدللہ پاکستان میں یہ پہلا کنٹینر ٹرمینل ہے جو نجی کاروباری شعبے
میں قائم ہوا ہے ملک کی درآمدات و برآمدات نہایت عمدہ
کارکردگی کے ساتھ بذریعہ کنٹینر حمل و نقل ہوتے ہیں، جہاز راں کمپنیاں
اور تاجر ہماری خدمات حاصل کریں۔ کسٹم اور کراچی
پورٹ ٹرسٹ کی تمام سہولتیں حاصل
ہیں

فون : ۲۷۱۸۴۲، ۲۷۱۸۹۴، ۲۷۱۸۴۰

پاک شاہین کنٹینر سروس لمیٹڈ

پلاٹ نمبر ۲۴/۲۷ ٹمبر پونڈ کیماڑی کراچی

پیام شاہ جہان پوری کے نام

کھلا خط

از:- مولانا عبدالحق صاحب امیر نظام العلماء حیدرآباد

جناب پیام شاہجہانپوری صاحب!

آپ کی مرتب کردہ کتاب "جہاد" ہندوستانی کے مطالعہ سے آپ کی شخصیت کا پتہ لگ گیا تھا۔ آپ نے آنجہانی مرزا غلام احمد علیہ ما علیہ کے فتویٰ کہ "انگریز سے جہاد حرام ہے" کو صحیح ثابت کرنے کے لئے علماء دیوبند کو بھی انگریزوں کا ایجنٹ ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کی اور ان کی سب قربانیاں، دہلی کے بازاروں میں پھانسی، جزیرہ انڈیمان میں قید و بند کی صعوبتیں، تحریک ریشمی رومال، انگریزوں کے خلاف دارالحرب کا فتویٰ اور "انگریزوں کی فوج میں بھرتی ہونا حرام ہے" کا فتویٰ، سب کچھ آپ کی نگاہ میں انگریزوں کی ایجنٹی، کے کام تھے۔ پھر جب میں نے آپ کو خط لکھا تو آپ نے جو طویل اوٹ پٹانگ جواب دیا۔ اس سے مزید یقین ہوا کہ آپ آنجہانی مرزا غلام احمد کے غلاموں میں سے ہیں اور وہی طریقہ کار ہے، کہ اپنے گناہ پر پردہ ڈالنے کے لئے بڑوں کو بھی اسی گناہ میں ملوث ثابت کرنے کی کوشش کی جس طرح مرزا غلام احمد شراب پیتا تھا۔ جب اس کو اس بات پر ٹوکا گیا تو اس نے جواب دیا کہ "چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ چونکہ میں مسیح موعود ہوں لہٰذا میں شراب پیتا ہوں۔ ابھی آپ کا ارسال کردہ پندرہ روزہ رسالہ تقاضے موصول ہوا۔ اداریہ میں جھوٹ کے عنوان سے آپ نے 9 نمبر اس کو دیئے ہیں۔ جس نے یہ کہا کہ علماء نے فتویٰ کفر ترک کر دیا ہے لیکن آپ نے اپنے گریبان نہیں جھانکا، کہ مرزا غلام احمد نے دنیا کے مسلمانوں کو کافر کہا بلکہ یہاں تک جنہوں نے مرزا کا نام تک نہیں سنا وہ بھی کافر ہیں۔ بلکہ نہایت ہی پاکیزہ زبان استعمال کی ہے کہ جو مرزا کو نبی نہیں مانتے وہ کنجریوں کی اولاد ہیں جنگل کے خنزیر ہیں۔ والد الحرام ہیں ذرا مرزا صاحب کی تصانیف کا مطالعہ فرمادیں کہ انہوں نے کس قسم کی زبان استعمال کی ہے ان کو آپ کونسا نمبر دیں گے۔ پھر آپ نے اس رسالہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا مسئلہ چھیڑا ہے اور بے بنیاد دلیل دی ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی وفات مسیح کے قائل تھے حالانکہ قرآن پاک خود حیات مسیح کا اعلان فرما رہا ہے اور احادیث متواترہ سے حیات مسیح ثابت ہے۔ تفسیر قرآن بالقرآن اور تفسیر بالحدیث اور تفسیر قرآن بالاجماع درست ہے اور تفسیر قرآن بالرائے کفر ہے۔ متفقہ فیصلہ ہے۔

باقی صفحہ ۲۲ پر

افادات حضرت مولانا
عبدالرحیم اشعر صاحب
ناظم تبلیغ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

ترتیب :- علی اصغر چشتی

مرزا غلام احمد قادیانی لعہ کے دعاوی باطلہ اور عقائد کفریہ

جھوٹ بولنا کیا ہے؟ جھوٹ کیوں بولا جاتا ہے؟ جھوٹ بولنے سے جھوٹ بولنے والے کا مقصد کیا ہوتا ہے؟ جھوٹ کس موقع پر بولا جاتا ہے؟ یہ چند ایسے سوال ہیں۔ جن کا جواب جھوٹ بولنے والے اور جھوٹ نہ بولنے والے دونوں فریق بآسانی دے سکتے ہیں۔

ہم یہاں صرف یہ بات بتانا چاہتے ہیں۔ کہ سچ اور جھوٹ دو متضاد چیزیں ہیں۔ ان دونوں کا بیک وقت جمع ہونا محال اور ناممکن ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آج تک جس نے بھی حقیقت کو چھپانے کی خاطر جھوٹ سے کام لیا۔ وہ بالآخر ذلیل اور رسوا ہو گیا۔ حقیقت بہرحال حقیقت ہوتی ہے۔ اسے بناوٹ کے اصولوں سے چھپایا نہیں جا سکتا۔ کسی نے اسی حقیقت کو مدنظر رکھ کر کیا خوب کہا کہ

سے حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

جھوٹ کی بھی کئی قسمیں ہوتی ہیں۔ کوئی سفید جھوٹ بولتا ہے۔ کوئی سیاہ جھوٹ بولتا ہے۔ کوئی اس سلسلے میں سرخ اور سبز رنگ کو زیادہ پسند کرتا ہے۔ بہرحال اپنی اپنی پسند ہے۔ جسے جو پسند آتا ہے اپنا لیتا ہے۔

جھوٹوں کی ایک قسم وہ ہے۔ جو دائرہ کے اندر رہ کر جھوٹ بولتے ہیں۔ لیکن بالکل بے دھڑک۔ جھوٹے "ایسا نہیں کر سکتے۔ وہ دائرے کے قائل نہیں ہوتے۔ انہیں بہرحال دائرہ سے نکل کر جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔ ویسے ان کا نشہ اترتا ہی نہیں...... وہ جو کچھ کہتے ہیں۔ برملا اور علی الاعلان کہتے ہیں۔ یہی وہ خصوصیت ہے۔ جس کی بنا پر انہیں جھوٹوں کے حلقہ میں "جری" اور "ماہر" سمجھا جاتا ہے۔ جری اور ماہر جب پریکٹس کرتے کرتے بنیادی حاصل کر لیتے ہیں۔ تو "بے حد جھوٹے" قرار دیئے جاتے ہیں۔ پھر ارتقائی منازل طے کرتے کرتے "بے حد و حساب جھوٹے" بن جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ شیطان لعین کے جھوٹا ہو کر اس کے برابر ہو جاتے ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی تک اس دنیا میں جتنے جھوٹے پیدا ہوئے۔ ان میں سے کوئی بھی آخری منزل تک نہیں پہنچ سکا۔ ہر ایک کو راستہ میں رہنا پڑا۔ جھوٹ کی آخری منزل اس انتظار میں تھی۔ کہ کب ایسا کامیاب ترین جھوٹا پیدا ہو گا۔ جو اس تک پہنچ کر باقی تمام جھوٹوں کا سردار بنے گا۔ ابلیس بھی اس بارے میں بہت بے قرار تھا۔ کیونکہ اس کے پاس جھوٹ کی جو سب سے بڑی ڈگری تھی۔ اس کا مستحق ابھی تک وہ کسی کو قرار نہیں دے سکا تھا۔ چنانچہ جب مرزا غلام احمد قادیانی نے اس میدان میں قدم رکھا۔ تو ابلیس کی نظر اس پر جم گئی۔ اور کچھ دن پرکھنے کے بعد اسے یہ یقین ہوا۔ کہ اگر مرزا غلام احمد قادیانی پر کچھ محنت کی جائے۔ تو یہ

جھوٹ کی اس اعلیٰ ڈگری کو حاصل کرے گا۔ جسے اب تک کوئی حاصل نہیں کر سکا تھا۔ ابلیس نے مرزا کو اپنا شاگرد بنایا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں مرزا ابلیس کے ساتھ بہت ہی مانوس ہوا۔ ابلیس نے اُسے جھوٹ کا قاعدہ پڑھایا۔ جب کتاب پڑھانے لگا۔ تو اسے بڑی حیرت ہوئی۔ کیونکہ ابلیس جب اُسے ایک سطر پڑھاتا تو وہ آگے سے صفحہ کا صفحہ سنا دیتا تھا۔ ابلیس کو پہلی بار ایسا شاگرد ملا اور اس نے اس کے پاس مکر و فریب، دھوکہ و فراڈ، گالی گلوچ، بکواس و خرافات اور جھوٹ کا جتنا علم تھا۔ سب کا سب مرزا کے غلیظ سینے اور سیاہ دل میں بھر دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ جتنے علم حربے اس کے پاس تھے۔ سب کے سب مرزا کو سکھا دیئے۔ مرزا نے اس پر بس نہیں کیا۔ اور مزید پڑھنے کی کوشش کی۔ اپنے ذہن پر دباؤ ڈالا، جسمانی مشقت اٹھائی۔ اور اپنے استاد (ابلیس) سے کوسوں میل آگے جاکر جھوٹ کی سب سے اونچی چوٹی پر بیٹھا اور بکنے لگا۔

ذیل میں ہم مرزا غلام احمد قادیانی کے چند "دعاوی" پیش کرتے ہیں۔ تاکہ ہمارے قارئین کو اس "اعلیٰ مرتبہ پر فائز جھوٹے" کے جھوٹ کا کچھ اندازہ ہو جائے۔ ہم اپنی طرف سے بالکل کچھ نہیں کہیں گے۔ آپ خود پڑھیئے سوچیئے سمجھئے، اور فیصلہ فرمائیے۔

(۱) میں مبلغ اسلام مامور من اللہ
اور مصلح ہوں

"یہ عاجز مؤلف براہین احمدیہ حضرت قادر مطلق کی طرف سے مامور ہوا ہے۔ کہ بنی اسرائیلی مسیح کی طرز پر کمال مسکینی و فروتنی اور غربت نیز تذلل و تواضع سے اصلاح کیلئے کوشش کرے۔"

(خط مندرجہ مقدمہ براہین احمدیہ طبع اول صفحہ ۸۲)

(۲) میں مجدد ہوں

"وہ مسیح موعود جو آخری زمانہ کا مجدد ہے۔ وہ میں ہی ہوں"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۹۲، انجام آتھم صفحہ ۵۔
تریاق القلوب طبع دوم صفحہ ۱۳۶ ازالہ اوہام
(کلاں) صفحہ ۶۸ طبع پنجم۔)

(۳) میں محدث ہوں

اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے اُمت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے۔

(توضیح مرام طبع دوم صفحہ ۱۹
ازالہ اوہام صفحہ ۴۸ حمامۃ البشریٰ صفحہ ۵۲)

(۴) میں امام زماں ہوں

"میں لوگوں کے لئے تجھے امام بناؤں گا۔ تو ان کا رہبر ہو گا اور وہ تیرے پیرو"

"حقیقۃ الوحی صفحہ ۹، ضرورۃ الامام صفحہ ۲۶
کتاب البریہ صفحہ ۸۲۔ صفحہ ۱۰۲"

(۵) میں ولی اللہ اور ولی الرحمٰن ہوں

"یا ولی اللہ! کنت لا اعرفک" اے خدا کے ولی میں اس سے پہلے تجھے نہیں پہچانتی تھی۔ اس کی تفصیل یہ ہے۔ کہ کشفی طور پر زمین میرے سامنے کی گئی۔ اور اس نے یہ کلام کیا۔ کہ میں اب تک تجھے نہیں پہچانتی تھی۔ کہ تو..... ولی الرحمٰن ہے۔

حاشیہ دافع البلاء، تحفہ خورد صفحہ ۱۹۔
تحفہ گلاں صفحہ ۸

(۶) میں آئینہ خدا نمائی ہوں

"خدا نمائی کا آئینہ میں ہوں"
نزول المسیح صفحہ ۸۴

(۷) میں نبی اللہ، خاتم الخلفاء اور حضور اکرمؐ کا دوسرا بازو ہوں

اور وہی ہوں جس کا نام سرور انبیاء نے نبی اللہ رکھا ہے۔ اور اس کو سلام کیا ہے۔ اور اس کو اپنا دوسرا بازو قرار دیا ہے۔ اور خاتم الخلفاء ٹھہرایا ہے۔"
(نزول المسیح صفحہ ۴۸ طبع قادیان،
صفحہ ۱۵ طبع ربوہ تریاق القلوب صفحہ ۱۸۱)

(۸) میں چینی الاصل ہوں

"اس کشف کے مطابق میرے بزرگ چینی حدود سے پنجاب میں پہنچے۔"
(حاشیہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۴۱)

(۹) میں رجل فارسی ہوں

"لنالہ رجل من فارس" کا مصداق میں ہوں"
(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۹،
تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۰، حاشیہ تریاق القلوب طبع ربوہ صفحہ ۱۴۵)

(۱۰) میں مغل برلاس ہوں

"ہمارے خاندان کی قومیت ظاہر ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ وہ قوم کے برلاس مغل ہیں"

(تریاق القلوب حاشیہ صفحہ ۱۴۵ ط ربوہ، طبع ق صفحہ ۱۳۰)

(۱۱) میں سید ہوں

"سو میں اگرچہ علوی تو نہیں ہوں مگر بنی فاطمہ میں سے ہوں میری بعض دادیاں مشہور اور صحیح النسب سادات میں سے تھیں"
"نزول المسیح حاشیہ صفحہ ۴۸، تریاق القلوب صفحہ ۱۵۸
حاشیہ صفحہ ۱۴۵)

(۱۲) میں معجون مرکب ہوں

"میں اپنے خاندان کی نسبت کئی مرتبہ لکھ چکا ہوں کہ وہ ایک شاہی خاندان ہے۔ میرا وجود بنی فارس اور بنی فاطمہ کے خون سے ایک معجون مرکب ہے"
(تریاق القلوب ط ربوہ صفحہ ۱۵۹)

(۱۳) میں سلمان ہوں

"چنانچہ وہ عزوجل اپنی ایک وحی میں جو لکھا گیا عن الرسول ہے میرا نام سلمان رکھتا ہے"
(نزول المسیح حاشیہ صفحہ ۵۰)

(۱۴) یسوع کا ایلچی ہوں

"جناب کو معظم کے حضور میں یسوع کی طرف سے ایلچی ہو کر با ادب التماس کروں"
(تحفہ قیصریہ ط لاہور صفحہ ۱۸ ط قادیان صفحہ ۲۴)

(۱۵) میں حسین سے بہتر ہوں

(i) میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے جو اس حسین سے بہتر ہے۔ (دافع البلاء، تحفہ گلاں صفحہ ۱۳)
(ii) کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم
(نزول المسیح صفحہ ۹۹)

جاری ہے

ختم نبوت اور مرزائی

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب

بعد از خطبہ مسنونہ:

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۔ (الاحزاب)

محترم حضرات و معزز خواتین! سورۃ الاحزاب کی مشہور آیت تلاوت کی گئی ہے۔ جس میں سرکار دو عالم جہان دو عالم قائدنا الاعظم الکریم محمد عربی صلوات اللہ تعالیٰ علیہ وسلامہ کی ختم نبوت و رسالت کا ذکر اس طرح کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کی بلاغت پر قربان ہونے کو جی چاہتا ہے۔ آیت میں پہلے تو اس بات کا ذکر ہے کہ حضور علیہ السلام تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں اور پھر فرمایا گیا کہ لیکن وہ اللہ کے رسول اور تمام انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں۔

باپ ہونے کی نفی

حضور علیہ السلام کی چار صاحبزادیاں اور چار صاحبزادے تھے۔ صاحبزادیاں جوان ہوئیں اور ان میں سے تین کی اولاد بھی ہوئی۔ جن کا سلسلہ بحمداللہ دنیا میں موجود ہے ان میں سے زیادہ شہرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد کو حاصل ہوئی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمتوں کے پیش نظر آپ کی مذکر اولاد کو بچپن ہی میں دنیا سے اٹھا لیا۔ معروف حضرت قاسم کے متعلق یہ روایت ہے کہ گھوڑے پر سوار ہونے کے قابل ہو گئے تھے۔ آپ کے صاحبزادوں کا دنیا میں موجود نہ رہنا دنیائے کفر کے لئے خوشیوں کا باعث تھا۔ وہ سوچتے تھے کہ اس طرح آپ کا کوئی نام لیوا دنیا میں موجود نہ رہے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اولاد نہ رہی تو کیا ہوا۔ آپ اللہ کے رسول ہیں اور رسول اپنے نام لیواؤں کا روحانی باپ ہوتا ہے، اس طرح آپ کی اولاد دنیا میں بے حد حساب ہوگی جو آپ کے نام کی بلندی کا باعث ہوگی، اور پھر رسول بھی ایسے جن کے بعد کوئی نبی و رسول نہیں قیامت تک کے لئے آپ ہی ہیں گویا کہ قیامت تک آپ ہی کے نام کا ڈنکا بجے گا۔

مزید آیات ربانی

تو حضور علیہ السلام کے ضمن میں دنیائے کفر نے جو غلط فہمیاں پھیلائیں یا اپنے طور پر خوشیاں منائیں اس ایک آیت نے ان سب کا پردہ چاک کر کے آپ کی عظمت کا پھریرا لہرا دیا۔ ویسے قرآن میں اس عنوان کی ایک سو آیات تو ہیں جن کی مکمل تفصیلات ہمارے محترم بزرگ مولانا محمد شفیع دیوبندی رحمۃ اللہ نے اپنی کتاب ختم نبوت کے حصہ اوّل میں درج کی ہیں مثلاً آیت اکمال دین ہے جو سورۃ مائدہ کے پہلے رکوع میں ہے اس میں واضح کر دیا گیا ہے کہ آپ کے ذریعہ دین مکمل ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتیں آپ پر مکمل کر دیں۔ جس کا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ اب مزید کسی نبی کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح متعدد آیات ہیں۔ جیساکہ عرض کیا اور آپ کے بعد کسی نئی نبوت سے متعلق قرآن عزیز میں کوئی اشارہ تک نہیں۔ حالانکہ قرآن عزیز کا طریق یہ ہے کہ وہ جہاں کسی نبی کی بات کرتا ہے وہاں اس کے منہ سے یہ بھی کہلاتا ہے کہ میرے بعد اور بھی آئیں گے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر آیا تو ان کی زبان سے بھی مستقبل کی بات کہلائی گئی لیکن جمع کے صیغہ سے نہیں واحد کے صیغہ سے اور اس کا نام متعین کرکے "اسمه احمد" اور حضور علیہ السلام جو محمد و احمد ہیں تشریف لائے تو آپ کی زبان سے اس دروازہ کے بند ہونے کا اعلان کرایا گیا۔

احادیث مبارکہ

قرآن کے بعد ہماری دوسری عظیم دینی بنیاد احادیث ہیں۔ سینکڑوں احادیث اس عنوان پر موجود ہیں۔ اور علماء نے ان روایات کو خبر متواتر قرار دیا ہے۔ یعنی ایسی روایات جن کے نقل کرنے والے ہر دور میں اتنے کثرت سے ہوں کہ اُن کا جھوٹ پر اتفاق محال و ناممکن نظر آئے۔ اس کا حکم علماء نے واضح طور پر لکھا ہے کہ وہ قطعی اور یقینی ہوتی ہیں اور اس کا علم بالکل بدیہی ہوتا ہے۔ مثلاً جیسے کوئی کہے کہ لاہور ایک شہر ہے۔ تو دوسرے آدمی نے گو لاہور نہ دیکھا ہو، لیکن بنا بر شہرت اس کا اقرار کرے گا۔ احادیث میں آپ نے اپنے آپ کو قصر نبوت کی آخری اینٹ قرار دیا۔ ایک جگہ ارشاد فرمایا کہ نبوت تو ختم ہوگئی بشارات یعنی اچھے خواب رہ گئے۔ ایک جگہ ہے کہ میری طرح میری مسجد بھی مساجد انبیاء کی خاتم ہے۔ ایک جگہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا تمہاری میری نسبت موسیٰ و ہارون علیہما السلام والی ہے۔ ہاں میں آخری نبی ضرور ہوں — یعنی ہارون علیہ السلام نبی تھے تم نہیں۔ اسی طرح دوسری طرف آپ نے متعدد جھوٹوں کے آنے کی خبر دی۔ بخاری مسلم اور احمد کی روایت کے مطابق تیس کے قریب دجالان اکبر

اور کذابِ اعظم کا پتہ بتایا۔

احادیث کے بعد آثار

احادیث کے بعد آثار، اجماع کا مسئلہ آتا ہے۔ اس نقطہ نظر سے دیکھیں تو امت پر کسی دور میں کوئی طبقہ ایسا نہیں رہا جو اس خصوصیت کبریٰ کے معاملہ میں نہایت درجہ حساس نہ ہو اور تمام طبقات میں اپنی خصوصیات کے اعتبار سے اہم ترین طبقہ صحابہ علیہم الرضوان کا ہے۔ ان کے اجماع کو سب سے زیادہ اہم مانا گیا ہے اور علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ اجماع صحابہ کو حجت قطعیہ کہہ کر اس کے اتباع کو فرض قرار دیتے ہیں۔ آپ تاریخی طور پر غور کریں۔ تو سرور کائنات علیہ السلام کے بعد صحابہ کرامؓ کا سب سے پہلا اجماع اسی عظیم مسئلہ پر ہوا اور انہوں نے ثابت کر دیا کہ اس کا منکر واجب القتل مرتد ہے۔ جیساکہ مسیلمہ کذاب وغیرہ کے معاملات سے ثابت ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ قدس سرہ مدعی نبوت سے طلب دلیل کو بھی کفر سے تعبیر کرتے ہیں اور تاریخی حقیقت یہ ہے کہ امت ہر زمانہ میں اس قسم کے دجاجلہ کو مرتد سمجھ کر ٹھکانے لگاتی رہی۔

انگریزی دورِ استبداد میں غلام احمد قادیانی کا وجود نامسعود ایک منفرد مثال ہے جو خاندانی طور پر انگریز کا کاسہ لیس حق معمولی درجہ کا سرکاری ملازم تھا، اور ملازمت سے استعفیٰ دے کر مختلف مدارج طے کرتا ہوا صاحب وحی نبی کے مقام پر پہنچا ——— چونکہ وہ انگریزی ضرورت سے جی پہ تھا انگریز نے اسے تحفظ دیا لیکن علماء امت عام مسلمانوں نے اسے یا اس کی ذریت کو کبھی بھی اجنبیت نہیں دی۔ صاحب فنون علماء کے ساتھ ساتھ عام غیرتمند مسلمانوں نے بڑا سخت ردعمل ادا کیا۔ جس کی روشن مثال علامہ اقبال اور مولانا ظفر علی خان ہیں۔ پھر خانقاہ والے پیر اور علامہ سید انور شاہ علیہ الرحمۃ کی سرپرستی میں مجلس احرار اسلام کا تو اس معاملہ میں عظیم کارنامہ ہے حتیٰ کہ اس مسجد میں اور اسی انجمن کے جلسہ میں ۱۹۲۶ء میں پانصد علماء نے علامہ کاشمیری کی قیادت میں سید عطاء اللہ شاہ

باقی صفحہ ۲۱ پر

بقیہ
نزولِ عیسیٰؑ

رفعه ولكنه يحكم اذا ذاك بشريعته المصطفٰى وهذا عين الاتباع قطعًا اذ لو لم يكن متبعًا له ما حكم بشرعه فقد جمع بين تمام نبوته ورسالته فى نفسه وبين اتباعه فى الحكم والشرع لنبيّنا صلى الله عليه وسلم كيف وقد عدوه من هذه الامة بل من الصحابة لملاقاته المصطفٰى ليلة الاسراء وهو حيّ فثبت له الصحبة وهو نبي على حاله فهو نبي صحابي تابع لشرع نبينا مجتهد فيه ولا محذور۔

(حوالہ بالا۔ صفحہ ۱۲۹)

جیسا کہ اٹھائے جانے سے پہلے دنیا میں ان کے ساتھ متصف تھے لیکن وہ نازل ہو کر شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق حکم کریں گے اور یہ قطعی عین اتباع ہے اس لیے کہ اگر وہ متبع نہ ہوتے تو آپؐ کی شریعت کے مطابق حکم نہ فرماتے۔ پس وہ اپنی ذاتی نبوت و رسالت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم و شریعت کی پیروی، ان دونوں باتوں کے جامع ہوں گے اور علماء نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس امت میں بلکہ صحابہ میں شمار کیا ہے کیونکہ انہوں نے بحالت حیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شب معراج میں ملاقات کی۔ پس ان کو صحابیت کا شرف بھی حاصل ہے اور وہ بدستور نبی بھی ہیں پس وہ نبی ہیں صحابی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے تابع ہیں اور اس میں مجتہد ہیں۔

نواب قطب الدین دہلوی کا عقیدہ

الشیخ الفقیہ المحدث نواب قطب الدین ابن محی الدین الحنفی الدہلوی (۱۲۲۳ھ ۱۲۸۹ھ) "مظاہر حق شرح مشکوٰۃ" میں "باب نزول عیسیٰ السلام" کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"بالتحقیق ثابت ہوا ہے صحیح حدیثوں سے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے آسمان سے زمین پر، اور ہوں گے تابع دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے، اور حکم کریں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر۔"

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں:

اور ذکر کیا حضرت نے ان دس نشانیوں میں سے نکلنا آفتاب کا جانب غروب ہونے کے سے، چنانچہ بیان اس کا حدیث میں آوے گا۔ اور ذکر کیا آنحضرت نے اترنا عیسیٰ بیٹے مریم آسمان سے زمین پر۔ (صفحہ ۳۵۵، ج ۴)

بقیہ: ختم نبوت اور مرزائی

بخاری کو امیر شریعت قرار دے کر بیعت کی۔ علماء نے مرزائیت کے مرکز قادیان سے لے کر ملتوں تک اس کا تعاقب کیا حتیٰ کہ اس جدوجہد کا ایک حصہ ۱۹۷۴ء میں تکمیل پذیر ہوا۔

بیکرے

ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے کیونکہ مرزائیوں کی سوسائٹی اپنے قائد کی جھوٹی نبوت کو سچا ثابت کرنے کے لئے نہ صرف پاکستان کو تباہ کرنے پر تلی ہوئی ہے بلکہ وہ عام شہریوں کا چین بھی لوٹ لینا چاہتی ہے۔ جس کی بدترین مثال مجلس تحفظ ختم نبوت مثال مبلغ جناب مولانا محمد اسلم قریشی کا اغوا ہے اور حیرت ہے کہ اتنے عرصہ کے بعد ابھی کار منتظر زیرِ پا ہیں اس لئے ضروری ہے کہ جہاں اس عقیدہ پر بے لاگ و لچک ایمان رکھا جائے وہاں اس طبقہ کی دسیسہ کاریوں سے امت اور اپنے کو بچانے کی منظم جدوجہد کی جائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی توفیق دے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بقیہ :- کھلا خط

میرا چھوٹا سا سوال ہے کہ بتایئے قرآن میں مبالغہ آرائی ہے یا قرآن مبالغہ آرائی سے پاک ہے۔ قرآن پاک میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے متعلق فرمان الہٰی ہے۔

یکلم الناس فی المھد و کھلا، آپ کلام کریں گے ماں کی گود یا جھولے میں اور کھولت میں۔ آپ ذرا بتائیں کہ ماں کی گود میں کلام تو قرآن پاک سے ثابت ہوا کہ آپ نے فرمایا۔ انی عبداللہ لیکن آپ، بتائیں کہ حضرت علیہ السلام نے کھولت میں کس سے کلام کیا ہے۔ اور کھولت میں بطور معجزہ ہے۔ آپ کا جس طرح ماں کی گود میں کلام کرنا معجزہ ہے اسی طرح کھولت میں کلام کرنا بھی معجزہ ہے اگر عیسےٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں تو پھر یہ معجزہ کب صادر ہوا ہے یا بتائیں کہ قرآن نے ایسے ہی مبالغہ آرائی کی ہے۔

اور اگر آپ کہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے بلکہ تندرست ہو گئے اور طویل سفر کرکے کشمیر آ گئے اور یہاں فوت ہو گئے تو پھر کھولت میں کلام کونسا معجزہ ہے ہوا۔ کیا کھولت کی عمر میں سب انسان گونگے ہو جاتے ہیں اور فقط عیسیٰ علیہ السلام ہی نے کھولت میں کلام کیا۔ فیصلہ صاف ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا گیا اور جس دنیا میں انسان رہتے ہیں اس میں ان کا وجود نہ رہا اور کھولت کی عمر میں اس دنیا میں نازل ہو کر لوگوں سے کلام کریں گے یہی تو معجزہ ہوگا۔ ورنہ کلام الہٰی پر مبالغہ آرائی کی تہمت آئے گی۔ اللہ تعالیٰ صحیح علم و عقل عنایت فرمایئے۔

میرے اس خط کو اپنے پندرہ روزہ رسالہ تقاضے میں شائع فرمادیں تو آپکی عین نوازش ہو گی:

والسلام

ناظم مدرسہ مفتاح الاسلام، گھاس مارکیٹ۔ حیدرآباد سندھ

بقیہ :- چند لمحات

حافظہ اتنا قوی تھا۔ کہ دوران سبق جب میں عبارت پڑھتا تھا۔ آپ مجھ سے آگے بڑھ جاتے تھے۔ حالانکہ کتاب پر نظر نہیں ہوتی تھی۔ فارسی میں بندۂ ناچیز نے آپؒ سے جتنا استفادہ کیا وہ عصر کے بعد کیا۔ مجھے حیرت ہوتی تھی کہ نظامی اور حافظ سے مشکل الفاظ اور تراکیب وہ کس طرح حل کرتے تھے۔ میں کتاب کھول کر بیٹھ جاتا۔ آپ شروع ہو جاتے۔ اور بلا روک ٹوک آگے بڑھتے چلے جاتے۔

میں ان کی زندگی کا کون کون سا گوشہ منظر عام پر لاؤں۔ اس کے لئے در اصل ایک بہت بڑے دفتر کی ضرورت ہے۔ اس مختصر سے مضمون میں اس مقبول بارگاہ ہستی کے متعلق اپنے چند متفرق خیالات پیش کر کے قارئین کرام سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ حضرت والا مرحوم کے لئے مغفرت اور درجات عالیہ کی دعا کریں۔ اللہ جل شانہٗ ہم سب کو اپنے مقبول بندوں کے نقش و قدم پر چلنے کی

توفیق عطا فرمائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ
محمد و آلہ واصحابہ اجمعین

بقیہ:- حیرت انگیز خیانت

یہ کہنے کی کبھی ہمت نہ ہوتی کہ حضرت تھانویؒ نے مرزا صاحب سے کسب فیض کیا ہے۔ دوست محمد صاحب کے ان الفاظ کو دیکھئے اور ان کی جسارت پر غور کیجئے:-

"حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کی تصانیف سے کسب فیض" ہفت روزہ لاہور صفحہ ۱۴ دوست محمد صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ مرزا صاحب کے دوسرے اکابر علماء اسلام کی تصانیف سے لئے گئے مضامین مرزا صاحب کی کتابوں سے اگر اس مؤلف نے اپنی کتاب میں بلا حوالہ لے لئے اور پھر حضرت مولانا تھانویؒ نے انہیں اس کتاب کا اجمالی حوالہ دیکر اپنی تالیف میں نقل کر دیا تو اسمیں شرعاً اور اخلاقاً کوئی عیب نہیں ہے۔

"کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المؤمن حیث وجدھا فھو احق بھا"

حکمت کی بات مومن کی اپنی ہی میراث تھی۔ اگر اسے دوسروں نے بھی لے لیا اور مومن پھر اُن سے لے لے تو وہ اُس کا اُن سے زیادہ حقدار ہے اس لئے اسے اس بات کو کبھی غیر کی طرف نسبت نہ کرنا چاہیئے یہ تو اس کے اپنے گھر کی چیز تھی۔

حضرت مولانا تھانویؒ اپنی اس کتاب میں اس مؤلف کا حوالہ دے دیتے جس کی کتاب سے انہوں نے یہ اقتباسات لئے ہیں تو یہ بات بجائے خود غلط ہوتی کہ جو مضامین اوپر کے بزرگوں کی کتابوں میں پائے جاتے تھے حضرت تھانویؒ نے انہیں اس قسم کے ایک غیر ذمہ دار مؤلف کے حوالے سے کیوں پیش کیا ہے؟

حضرت نے جس ابہام اور اجمالی حوالے سے یہ مضامین اس کی کتاب سے نقل کئے ہیں۔ عقل و دانش اور عدل و انصاف کا یہی تقاضا تھا۔ حدیث میں ہے۔ انزلوا الناس منازلھم لوگوں کو اسی درجہ میں رکھو جس درجہ کے وہ اہل ہیں۔ مؤلف ضرور اسی درجہ در... کا مستحق تھا۔ جس درجے میں حضرت تھانویؒ نے اس کا حوالہ دیا ہے اگر وہ اس قابل ہوتا کہ اس کا نام ذکر کیا جائے تو حضرت تھانویؒ اسے ضرور ذکر کر دیتے۔ تاہم یہ ضرور ہے کہ دوست محمد شاہد نے حضرت تھانویؒ کے اس اجمالی حوالے کا ذکر کئے بغیر ان پر جو الزام عائد کیا ہے یہ ایک بہت بڑی خیانت کی ہے اگر وہ یہ ذکر کر دیتے کہ حضرت مولانا تھانویؒ نے اس کتاب میں کسی دوسرے سے اخذ کیا ہے اور حضرت تھانویؒ نے اسے اجمالاً ذکر بھی کر دیا ہے پھر اپنا تجزیہ کرتا تو ہم یہاں کہتے کہ اس کی سوچ غلط ہے۔ اس پر خیانت کا الزام نہ لگاتے لیکن اب ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ دوست محمد شاہد نے مولانا تھانویؒ کی کتاب کے مقدمہ میں ذکر کی گئی بات کو نقل کئے بغیر جو الزام تراشی کی ہے اس میں اُس نے صریح خیانت کا ارتکاب کیا ہے۔

بقیہ:- مرزا کی تحریف

آسمان کا لفظ پایا جاتا ہے۔ تیسری طرف اگر کنز العمال کی حدیث میں آسمان کا لفظ لکھا ہوا پاتے ہیں۔ تو اس حدیث کا حوالہ درج کرتے ہوئے آسمان کا لفظ حذف کر دیتے ہیں۔ طرفہ تماشا یہ کہ چوتھی طرف مسلمانوں کو مطعون کرتے ہیں کہ وہ آسمان کا لفظ اپنی طرف سے بڑھاتے ہیں۔

مرزا صاحب کا فتویٰ

مرزا صاحب "نور الحق" صفحہ ۵۰ حصہ اول پر لکھتے ہیں۔

"ظالم اُس کو کہیں گے جو محرفوں کا کام کرے۔ عبارتوں کو بدلا دے۔ کم کی جگہ زیادہ اور زیادہ کی جگہ کم کرے۔ جھوٹ کی راہ سے کلموں کو ایک معنے سے دوسرے معنوں کی طرف لے جائے۔ حالانکہ اس کے اس فعل کے لئے کوئی قرینہ نہ ہو۔ پھر اس بنا پر دھوکہ دینے والوں کی طرح لوگوں کو اپنے مفتریات کی طرف بلانا شروع کرے۔ اور دجالیت کے معنے بجز اس کے کچھ نہیں"

WEEKLY Khatme-Nubbuwat KARACHI
Registered S. No. 3220

سازِ شکستہ

چشتی

مرحبا صد مرحبا اے درد و سوزِ جاں لذیذ
در حقیقت نیست چیزے از غمِ جاناں لذیذ

کیا عجب نظارہ تھا اذ کنت فی بیت حبیب
پی رہا تھا صاف شربت از لبِ جاناں لذیذ

قال لما قلت من در بزم تو یم خشک لب
کچھ نہ کر پرواہ و نوش ایں جامِ بے پرساں لذیذ

کہدیا میں نے جزاک اللہ فی الدارین قد
آپ کا احسان ہے یہ لے مہِ تاباں لذیذ

میں اُسی کو دیکھتا تھا کان یجلس ضاحکاً
ایک نظر سے، سلب کرد از من دل و ایماں لذیذ

ملتی ہے لذت ہمیں فی محفلِ محبوبنا
ہم اُسی کو جانتے ہیں از گل و گلداں لذیذ

آنکھ اٹھا کر اس نے دیکھا قال یا چشتی تعال
ہے وصل در مذہبِ ما از غمِ ہجراں لذیذ